© rasailojaraid.com

المدخل فی اصول الحدیث للحاکم النیسابوری

مولانا محمد عبد الرشید صاحب نعمانی رفیق ندوۃ المصنفین

امام ابو عبداللہ حاکمؒ (۳۲۱ھ۔۴۰۵ھ) کا نام علمی دنیا میں کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ حافظ ذہبی نے اپنی مشہور کتاب تذکرۃ الحفاظ میں ان کا ترجمہ ان لفظوں سے شروع کیا ہے" الحاکم الحافظ الکبیر امام المحدثین"

علامہ تاج الدین سبکیؒ نے طبقات الشافعیۃ الکبری میں ان کے متعلق یہ الفاظ لکھے ہیں۔

اتفق علی امامتہ وجلالتہ وعظمتہ قدرہٖ	ان کی امامت وجلالت وعظمت شان پر اتفاق کیا گیا ہے۔

حافظ عبدالغافر بن اسماعیل کا بیان ہے۔

ابو عبداللہ الحاکم ھو امام اھل الحدیث	ابو عبداللہ حاکم اپنے زمانے میں محدثین کے امام تھے
فی عصرہٖ العارف بہ حق معرفتہ۔	اور حدیث کے عالم جیسا کہ اسکی معرفت کا حق ہے۔

ان کی تصانیف کے متعلق فرماتے ہیں۔

ومن تامل کلامہ فی تصانیفہ و	جو شخص بھی ان کی تصنیفات میں ان کے بیان پر غور
تصرفہ فی امالیہ اذعن بفضلہ	کریگا اور امالی میں ان کے تصرف کو دیکھیگا وہ ان کی
واعترف لہ بالمزیۃ علی من	بزرگی کا یقین کریگا اور متقدمین پر ان کی فضیلت کا
تقدمہ واتعابہ من بعدہ	معترف ہوگا۔ اور یہ مان جائیگا کہ انھوں نے متاخرین
وتعجیزہ اللاحقین عن بلوغ شاوہٖ	اور بعد کے لوگوں کو اپنی حد تک پہنچنے سے عاجز و درماندہ
عاش حمیدا ولم یخلف فی وقتہ	کر دیا۔ ان کی زندگی سر تا سر تعریف کے قابل گزری اور

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مثلہ۔ ؎۵ اپنے زمانے میں انھوں نے اپنا جیسا کسی کو نہ چھوڑا۔

ان کی تصانیف میں سے مستدرک علی الصحیحین عرصہ ہوا طبع ہو چکی۔ اصول حدیث پر ان کی مشہور کتاب معرفۃ علوم الحدیث بھی شائع ہوئی۔ اسی موضوع پر ان کی دوسری تصنیف المدخل فی اصول الحدیث بھی حلب سے چھپ کر آئی۔ طباعت کی ان خوبیوں کو لئے ہوئے جن پر مصر و بیروت کے بہترین مطابع رشک کریں ضروری تحشی کے ساتھ صحت کا بھی اہتمام کیا گیا ہے۔ تاہم اسماءِ رجال میں بعض جگہ تحریف ہو گئی ہے۔

ذیل کے مقالہ میں المدخل کے مباحث پر ہم نے ایک تحقیقی نظر ڈالی ہے جو حدیث۔ اصولِ حدیث رجال و تاریخ کی سینکڑوں کتابوں کے مطالعہ کا نتیجہ ہے۔ بلاشبہ اس میں حاکم کے بیانات سے بہت سی جگہ اختلاف کیا گیا ہے۔ لیکن جو دعویٰ کیا ہے اس کی دلیل بھی مستند کتابوں سے نقل کر دی ہے۔ اور اس میں کافی سعی کی ہے کہ جو کچھ لکھا جائے پوری تحقیق سے لکھا جائے۔

مدخل کی اہمیت کہنے کو تو یہ ایک چھوٹا سا رسالہ ہے مگر بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ اربابِ رجال نے جہاں حاکم کی اور بڑی بڑی تصانیف مثلاً مستدرک علی الصحیحین۔ تاریخ نیساپور وغیرہ کا ذکر کیا ہے وہاں المدخل کا ذکر بھی ضروری خیال کیا۔ حالانکہ وہ کسی مصنف کے ترجمہ میں اس کی تمام تصنیفات کا ذکر ضروری نہیں سمجھتے بلکہ اکثر صرف ان تصنیفات کے ذکر پر اکتفا کرتے ہیں جو کسی خصوصیت اور اہمیت کی حامل ہوں۔ چنانچہ حاکم ہی کی دوسری متعدد تصانیف کا ذکر رجال کی بیشتر کتابوں میں نظر انداز کر دیا گیا۔ اس سے ان کے قلوب میں اس رسالہ کی عظمت و وقعت کا پتہ چلتا ہے۔ بعد میں اصولِ حدیث کی کتابوں میں اس رسالہ کے مباحث کے متعلق ردًا و قبولاً بڑے بڑے مباحث پیدا ہو گئے اور اصولِ حدیث کی کوئی قابلِ ذکر کتاب ایسی نہیں جس میں اس کتاب کے مسائل سے اعتنا نہ کیا گیا ہو۔

المدخل کوئی علیحدہ مستقل تصنیف نہیں بلکہ درحقیقت یہ حاکم کی مشہور تصنیف الاکلیل فی الحدیث کا

۵؎ حافظ عبدالغافر کے یہ دونوں اقوال تذکرۃ الحفاظ ص۲۳۱ و ص۲۱ ج ۳ میں مذکور ہیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مقدمہ ہے جو اس کتاب کی تصنیف کے بعد لکھا گیا۔ اکلیل حاکم کی ایک بڑی بسوط اور جامع کتاب ہے جو ہر قسم کی روایات سے مالا مال ہے۔ اس کی تصنیف کے اختتام پر امیر مظفر نے حاکم سے درخواست کی تھی کہ اکلیل کی احادیثِ مرویہ کے متعلق اگر یہ اشارہ کر دیا جائے کہ اس میں کونسی صحیح اور کونسی ضعیف ہیں تو زیادہ مناسب ہے۔ چنانچہ حاکم نے بطور مقدمہ کے کچھ مسائل علیحدہ رسالہ کی شکل میں قلمبند کر دیئے اور اس رسالہ کا نام المدخل الی معرفۃ الصحیح والسقیم من الاخبار رکھا۔

المدخل میں حاکم نے حدیث صحیح کے متعلق بحث کی ہے اور اس کی دس قسمیں قرار دی ہیں ۵ متفق علیہ اور ۵ مختلف فیہ پھر جرح پر گفتگو کی ہے اور مجروحین کے بھی ۱۰ طبقات قائم کئے ہیں اور ان دونوں مباحث پر ایسی مفصل روشنی ڈالی ہے جس سے اصولِ حدیث کی عام مطبوعہ کتابیں یکسر خالی ہیں۔ رسالہ کے اخیر میں اکلیل کی کی احادیثِ مرویہ کے متعلق ان امور کا ذکر کیا ہے جن سے ہر حدیث کے متعلق معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ صحیح ہے یا ضعیف اور صحیح ہے تو کس درجہ کی۔

واضح رہے کہ المدخل نام کی حاکم کی دو کتابیں ہیں ایک یہی زیر بحث رسالہ دوسری تصنیف کا نام ہے المدخل الی معرفۃ الصحیحین علامہ محمد راغب طباخ نے لکھا ہے کہ اس کا ایک قلمی نسخہ حلب کے تکیہ اخلاصیہ کے کتب خانہ میں موجود ہے۔ یہ نسخہ ۵۵ ورق کا ہے مگر اخیر سے کچھ قبل کے دو تین اوراق ضائع ہو گئے ہیں کتاب کی ابتدا میں حفظِ سنت کے بارے میں جو آثار مروی ہیں اور جھوٹی حدیث بنانے کے متعلق جو وعید آئی ہے اس کا بیان ہے پھر ان لوگوں کے نام بتلائے ہیں جنکا صحیحین یا صرف صحیح بخاری یا صحیح مسلم میں ذکر ہے پھر ان لوگوں کا تذکرہ ہے جن سے بخاری نے روایتیں کی ہیں اور ان سے ملکر حدیثیں سُنی ہیں۔ غرض یہ کتاب اسی قسم کے مسائل پر مشتمل ہے۔ اس کے اکثر و بیشتر مباحث الجمع بین رجال الصحیحین مصنفہ حافظ محمد بن طاہر مقدسی میں موجود ہیں۔ کتاب مذکور حاکم کی کتاب سے زیادہ بسوط اور وسیع معلومات پر مشتمل ہے۔ اور ۱۳۲۳ھ ہجری میں دائرۃ المعارف حیدر آباد دکن سے طبع ہو کر شائع ہو چکی ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حاکم کا تساہل اور تعصب حاکم کی تصانیف کے مطالعہ کے وقت دو باتیں پیشِ نظر رہنی چاہئیں۔ اولاً ان کا نقد و نظر میں تساہل۔ ثانیاً تعصب۔ ان کا تساہل تو ایک متعارف چیز ہے مگر تعصب پر ممکن ہے ظاہر بینوں کو یقین نہ آئے لیکن یہ صرف ہمارا بیان نہیں بلکہ ائمۂ فن کی تصریح ہے۔ حافظ عبدالرحمٰن بن جوزی نے بسندِ صحیح حافظ اسمٰعیل بن ابی الفضل قومسی کا یہ قول نقل کیا ہے کہ

انبأنا ابو زرعة طاهر بن محمد بن طاهر المقدسی عن ابیه قال سمعت اسماعیل بن ابی الفضل القومسی وکان من اهل المعرفة بالحدیث یقول۔

ثلاثة من الحفاظ لا احبهم لشدة تعصبهم	حدیث کے تین حافظ ہیں جن کو میں اسلئے نہیں پسند کرتا کہ
وقلة انصافهم الحاکم ابو عبدالله وابو نعیم	ان میں سخت تعصب اور انصاف کی کمی ہے ایک حاکم
الاصبهانی وابوبکر الخطیب [1]	ابو عبداللہ دوسرے ابو نعیم اصفہانی اور تیسرے ابوبکر خطیب

حافظ ابن الجوزی اس عبارت کے نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں "وصدق اسمٰعیل وکان من اهل المعرفة" حافظ اسمٰعیل کو ان بزرگوں کی وسعتِ علم علوِ منزلت اور حفظِ حدیث سے انکار نہیں لیکن ان کی ذاتی کمزوری کی بنا پر ان سے محبت کا اظہار مناسب نہیں خیال کرتے۔ ممکن ہے کہ خوش اعتقادوں کو اس پر استعجاب ہو مگر درحقیقت یہ انسان کی وہ پوشیدہ کمزوری ہے جس پر بڑے بڑوں کا قابو پا لینا آسان کام نہیں وان ذلك من عزم الامور۔

المدخل میں بھی ائمہ احناف کا جس طریقہ پر ذکر کیا ہے اس سے حافظ اسمٰعیل کے بیان کی توثیق ہو جاتی ہے ضعفاء سے روایت کے باب میں جہاں ائمہ کا نام لیا ہے امام مالکؒ کا ذکر اس عظمت شان کے ساتھ کیا ہے "وهذا مالك بن انس امام اهل الحجاز بلا مدافعة" اسی طرح امام شافعیؒ کا نام لینے کے بعد لکھتے ہیں "وهو الامام لاهل الحجاز بعد مالك" لیکن امام ابو حنیفہؒ اور صاحبین کے صرف نام بتانے پر اکتفا کی ہے چنانچہ

---

[1] معجم الادباء ص ۲۶ ج ۴ طبع مصر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تحریر ہے "وھذا ابو حنیفۃ" "ثم بعدہ ابو یوسف یعقوب بن ابراھیم القاضی ومحمد بن الحسن الشیبانی"۔

اور ابو عصمہ نوح بن ابی مریم مروزی پر جو امام ابو حنیفہؒ کے تلامذہ میں سے ہیں اور فقہاء میں خاص امتیاز رکھتے ہیں وضع حدیث کا الزام لگایا ہے اور ایک مجہول شخص کے بیان سے استدلال کیا ہے۔

المدخل کی ابتدار | ابتدائے کتاب میں فضائل علم حدیث کے متعلق علماء کے اقوال درج کئے ہیں پھر مطر وراق امام زہری امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کے اقوال نقل کرنے کے بعد امام سفیان ثوری کا یہ قول نقل کیا ہے کہ

اکثروا من الاحادیث فانھا سلاح — یعنی حدیثیں کثرت سے معلوم کرو کیونکہ وہ ہتھیار ہیں۔

پھر امام باقرؒ سے روایت کی ہے کہ

من فقہ الرجل بصرہ بالحدیث۔ — حدیث میں بصیرت انسان کی فقاہت کی دلیل ہے۔

سفیان بن عیینہ کا قول ہے کہ جو شخص حدیث طلب کریگا اس کے چہرہ پر شادابی نمودار رہیگی کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد فیض بنیاد ہے۔

نضر اللہ امرأ اسمع مناحدیثا فبلغہ۔ — اللہ اس شخص کو سرسبز رکھے جس نے ہم سے حدیث سنی اور اس کی تبلیغ کی۔

اس کے بعد لکھتے ہیں۔

"یہ مسانید جو اسلام میں تصنیف ہوئیں صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی مرویات ہیں۔ ان کا سلسلہ سند معتبر اور مجروح ہر قسم کے رواۃ پر مشتمل ہے جیسے مسند عبید اللہ بن موسیٰ اور مسند ابی داؤد سلیمان بن داؤد طیالسی، یہ دونوں پہلے شخص ہیں جنھوں نے اسلام میں تراجم رجال پر مسند تصنیف کیں ان دونوں کے بعد احمد بن حنبل اسحٰق بن ابراہیم حنظلی، ابو خیثمہ زہیر بن حرب، اور عبید اللہ بن عمر القواریری نے مسانید لکھیں پھر تو کثرت سے تراجم رجال پر مسانید کی تخریج ہوئی ان سب کے جمع کرنے میں صحیح و سقیم کے امتیاز کا کوئی لحاظ نہیں رکھا گیا"

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مسانید کے متعلق حاکم نے جو رائے ظاہر کی صحیح ہے تاہم مسند احمد اس عموم سے مستثنیٰ ہے۔ علامہ امیر یمانی توضیح الافکار میں لکھتے ہیں۔

حکی النجم الطوفی عن العلامۃ تقی الدین بن تیمیۃ انہ قال اعتبرت مسند احمد فوجدتہ موافقا لشرط ابی داؤد۔ [1]

نجم طوفی نے علامہ تقی الدین بن تیمیہ سے نقل کیا ہے کہ میں نے مسند احمد کو جانچا تو اس کو ابوداؤد کی شرط کے موافق پایا۔

یہ صرف علامہ ابن تیمیہ ہی کی رائے نہیں بلکہ علامہ مغلطائی اور حافظ ابوموسیٰ بن مدینی نے بھی مسند احمد پر صحت کا اطلاق کیا ہے۔ اسی طرح حافظ ابوزرعہ رازی نے تصریح کی ہے کہ امام اسحٰق بن راہویہ بھی اپنی مسند میں جس صحابی سے روایت کرتے ہیں اسکی جملہ مرویات میں سے سب سے اچھی روایت نقل کرتے ہیں۔ [2]

مسانید کے ذکر کے بعد تحریر فرماتے ہیں۔

"پہلے جس نے صحیح تصنیف کی وہ ابوعبداللہ محمد بن اسمٰعیل بخاری ہیں ان کے بعد مسلم بن الحجاج قشیری نیشاپوری ان دونوں نے صحیح کو تراجم کے بجائے ابواب پر تصنیف کیا"

تراجم وابواب کا فرق | "ابواب و تراجم کا فرق یہ ہے کہ تراجم کی صورت میں یہ شرط ہے کہ مصنف یوں عنوان قائم کرے

ذکر ما ورد عن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے واسطے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو احادیث مروی ہیں انکا بیان

پھر دوسرا عنوان یہ ہوگا۔

ذکر ما رویٰ قیس بن ابی حازم عن ابی بکر الصدیق۔

یعنی قیس بن ابی حازم نے حضرت ابوبکر صدیق سے جو روایتیں کی ہیں ان کا ذکر۔

اس صورت میں مصنف کے لئے لازمی ہے کہ قیس کے واسطے سے حضرت ابوبکر صدیق رضی سے جتنی

---

[1] توضیح الافکار صفحہ ۱۲۵ اسکا ایک قلمی نسخہ میرے پاس موجود ہے۔ [2] التقیید والایضاح للعراقی طبع حلب صفحہ ۴۲

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

روایتیں مل جائیں سب کی تخریج کرے قطع نظر اس کے کہ وہ صحیح ہیں یا سقیم۔

لیکن مصنف ابواب اس طرح عنوان قائم کرتا ہے۔

ذکر ما صح وثبت عن رسول اللہ صلی اللہ	یعنی طہارت یا نماز یا دیگر عبادات کے بارے
علیہ وسلم فی ابواب الطہارۃ والصلوۃ او	میں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح و ثابت
غیر ذلک من العبادات۔	ہے اس کا ذکر۔"

ابواب وتراجم کا جو فرق حاکم نے بیان کیا ہے وہ نہایت قابل توجہ اور اہم ہے۔ ان کے بیان میں اس امر کی صاف طور پر صراحت موجود ہے کہ اہل تراجم یعنی مصنفین مسانید و معاجم کا مقصد صرف روایات کا جمع و استقصا ہے۔ ایک صحابی اور ایک راوی کے ذریعہ جتنی روایتیں ان کو مل جائیں گی وہ ان سب کو یکجا روایت کر دیں گے اور چونکہ یہ ضروری نہیں کہ وہ تمام روایتیں صحیح طریقوں ہی سے ثابت ہوں اس لئے صرف صحیح روایتوں کا جمع کرنا ان کے موضوع سے خارج اور ان کی شرط تصنیف کے منافی ہے۔ لہذا ان کی تصانیف صحیح وضعیف ہر قسم کی روایتوں سے مالا مال ہونگی۔ درحقیقت کتب مسانید طرق واسانید کا بیش بہا دفتر ہیں۔ ان سے محدث کو سب سے بڑا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ اس کو حدیث کے درجہ قوت وضعف پر پوری طرح اطلاع ہو جاتی ہے اور یہ معلوم کرنے میں آسانی رہتی ہے کہ وہ صحت کے کس معیار پر ہے اور اس کی سند کے کتنے طریقے ضعیف اور کتنے صحیح ہیں۔ اگر ضعف ہے تو کیا اس قسم کا ہے کہ چند طریقوں کے ملا لینے سے جاتا رہتا ہے اور حدیث کو قابل استناد بنا دیتا ہے۔ مثلاً ایک حدیث چار طریقوں سے مروی ہے اور ہر طریقے میں ایک ایسا راوی موجود ہے جس پر حافظہ کی کمی کا الزام ہے اسلئے کیا یہ ممکن ہے کہ چاروں کے بیان کو دیکھکر یہ فیصلہ کیا جا سکے کہ ان میں سے ہر ایک میں جو علیحدہ علیحدہ حافظہ کی کمی تھی وہ ان سب کے متفقہ بیان سے پوری ہو گئی اور اسی طرح اگر وہ حدیث صحیح ہے تو کیا تعدد طُرُق کی بنا پر اسے شہرت کا درجہ حاصل ہے، یا صرف عزیز کہا جا سکتا ہے یا وہ غرائب وافراد میں سے ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

لیکن جن لوگوں نے اپنی تصنیفات کی ترتیب تراجم کی بجائے ابواب پر کی ہے یعنی اہل جوامع وسنن ان کی شرطِ تصنیف میں یہ چیز داخل ہے کہ وہ صرف معمول بہ اور قابل استناد احادیث کا اندراج کریں اور ایسی کوئی روایت اپنی کتاب میں نہ لائیں جو عمل کے قابل نہ ہو اس لئے یہ مصنفین اپنی تصانیف میں صرف وہ احادیث نقل کرتے ہیں جو ان کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح وثابت ہوں۔ گو یہ ممکن ہے کہ کسی حدیث کے صحیح سمجھنے میں ان سے چوک ہوئی ہو یا اور علما ان کی اس رائے سے متفق نہ ہوں۔ حاکم کے زمانہ تک مصنفین ابواب کے پیشِ نظر یہی چیز تھی اسلئے جب وہ اپنی تصانیف میں کوئی ایسی روایت داخل کرتے ہیں جو ان کی شرط پر پوری نہیں اترتی تو اس کے ضعف کے متعلق اپنی رائے کا اظہار کرکے اس ذمہ داری سے بری ہوجاتے ہیں۔

واضح رہے کہ سلف کی اصطلاح میں ہر قابلِ عمل حدیث صحیح کہلاتی تھی البتہ صحت کے اعتبار سے اس کے مختلف درجے ہوتے تھے، بعد میں متاخرین نے حدیث مقبول کی چار قسمیں قرار دیں اور ہر ایک کے علیحدہ علیحدہ نام مقرر کئے۔ (۱) صحیح لذاتہ۔ (۲) صحیح لغیرہ (۳) حسن لذاتہ (۴) حسن لغیرہ۔ متقدمین کی اصطلاح میں حسن بھی صحیح ہی میں داخل تھی۔ حافظ ذہبی نے سیر النبلاء میں امام ابوداؤد کے ذکر میں اس چیز کی تصریح کی ہے چنانچہ رقمطراز ہیں۔

حد الحسن باصطلاحنا المولد الذی ہو	ہماری جدید اصطلاح میں جو حسن کی تعریف
فی عرف السلف یعود الی قسم من اقسام	ہے وہ متقدمین کے عرف میں صحیح کی ایک قسم
الصحیح فانہ الذی یجب العمل بہ	ہے کیونکہ وہ سب علماء کے نزدیک واجب
عند جمہور العلماء ۱؎	العمل ہے۔

مصنفین ابواب کی جو شرط حاکم نے بیان کی ہے وہ اسی اصطلاح پر مبنی ہے اور یہی وجہ ہے کہ بڑے

۱؎ تنقیح الانظار لمحمد بن ابراہیم الوزیر الیمانی ص۸۵ اس کا قلمی نسخہ میرے پاس موجود ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بڑے ائمہ حدیث نے کتب سنن پر صحت کا اطلاق کیا ہے حالانکہ ان میں احادیث حسان کثرت سے موجود ہیں چنانچہ ابوعلی نیشاپوری۔ ابواحمد بن عدی۔ دارقطنی۔ عبدالغنی بن سعید۔ حاکم۔ خطیب اور سلفی نے سنن نسائی کو صحیح کہا ہے۔ ابن مندہ اور ابوعلی بن سکن کا بیان ہے کہ چار اشخاص نے صحیح کی تخریج کی ہے بخاری مسلم۔ ابوداؤد اور نسائی۔ اسی طرح حاکم خطیب اور سلفی نے سنن ابی داؤد اور جامع ترمذی کو صحیح کے لفظ سے موسوم کیا ہے۔ [1]

کیا صحیح حدیثوں کو سب سے پہلے بخاری نے جمع کیا؟

حاکم کا بیان ہے کہ "سب سے پہلے جس نے صحیح تصنیف کی وہ ابوعبداللہ محمد بن اسمٰعیل بخاری ہیں" ابن صلاح وغیرہ نے بھی یہی خیال ظاہر کیا ہے۔[2] لیکن یہ بالکل بے اصل بات ہے۔ حافظ سیوطی تنویر الحوالک میں لکھتے ہیں۔

وقال الحافظ مغلطائی اول من صنف	اور حافظ مغلطائی نے کہا ہے کہ پہلے جس نے صحیح
الصحیح مالك وقال الحافظ ابن حجر کتاب	تصنیف کی وہ مالکؒ ہیں۔ حافظ ابن حجر کا بیان ہے کہ مالکؒ
مالك صحیح عندہ وعند من یقلدہ علی	کی کتاب خود ان کے اور نیز ان کے ان مقلدین کے نزدیک
ما اقتضاہ نظرہ من الاحتجاج بالمرسل	جن کا خیال مرسل و منقطع سے احتجاج کا مقتضی ہے صحیح ہے
والمنقطع وغیرهما قلت ما فیه من	(سیوطیؒ کہتے ہیں) میں کہتا ہوں موطا میں جو مراسیل ہیں وہ
المراسیل فانها مع کونها حجة عندہ	قطع نظر اس کے کہ وہ بلا کسی شرط کے مالک اور ان ائمہ کے
بلاشرط وعند من وافقه من الائمة	نزدیک جو مرسل سے استناد کے قائل ہیں حجت ہیں ہمارے
علی الاحتجاج بالمرسل فهی ایضاً	نزدیک بھی صحیح ہیں کیونکہ ہمارے نزدیک جب مرسل کا
حجة عندنا لان المرسل عندنا حجة	کوئی مؤید ہو تو وہ حجت ہوتی ہے اور موطا میں کوئی مرسل ایسی
اذا اعتضد وما من مرسل فی المؤطا	موجود نہیں جس کے ایک یا ایک سے زائد مؤید موجود

---

[1] توضیح الافکار للامیر ص ۱۲۴ ۔ [2] مقدمہ ابن صلاح طبع حلب ص ۱۳

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

الا وله عاضد او عواضد كما سأبين ذلك في هذا الشرح فالصواب الاطلاق ان الموطأ صحيح لا يستثنى منه شيء۔ [1]

نہ ہوں۔ چنانچہ میں اپنی اس شرح میں اس کو بیان کرونگا۔ تو حق یہی ہے کہ موطا پر صحیح کا اطلاق کیا جائے اور اس سے کسی چیز کو مستثنیٰ نہ قرار دیا جائے۔

علامہ سیوطیؒ نے حافظ مغلطائی کے جس بیان کا حوالہ دیا ہے وہ خود ان کی زبان سے سننا زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔ علامہ محمد امیر یمانی توضیح الافکار شرح تنقیح الانظار میں جو اصول حدیث کی ایک بیش بہا کتاب ہے رقمطراز ہیں۔

اول من صنف في جمع الصحيح البخاري هذا كلام ابن الصلاح قال الحافظ ابن حجر انه اعترض عليه الشيخ مغلطائي فيما قرأه بخطه فان مالكا اول من صنف الصحيح وتلاه احمد بن حنبل وتلاه الدارمي قال وليس لقائل ان يقول لعله اراد الصحيح المجرد فلا يرد كتاب مالك لان فيه البلاغ والموقوف والمنقطع والفقه وغيرها ذلك لوجود ذلك في كتاب البخاري انتهى۔ [2]

پہلے جس نے جمع صحیح میں تصنیف کی وہ بخاری ہیں، یہ ابن صلاح کا بیان ہے۔ حافظ ابن حجر نے کہا ہے کہ اس پر شیخ مغلطائی نے اعتراض کیا ہے چنانچہ انھوں نے خود ان کی تحریر میں پڑھا ہے کہ پہلے جس نے صحیح تصنیف کی وہ مالک ہیں اور ان کے بعد احمد بن حنبل اور پھر دارمی اور کسی کو یہ اعتراض کا حق نہیں کہ غالباً ابن صلاح کی مراد صحیح سے صحیح مجرد ہے لہٰذا مالک کی کتاب اس سلسلہ میں پیش نہیں کیجا سکتی کیونکہ اس میں بلاغ، موقوف، منقطع اور فقہ بھی موجود ہے۔ اسلئے کہ یہ سب چیزیں بخاری کی کتاب میں بھی پائی جاتی ہیں۔

---

[1] تنویر الحوالک ج۱ ص۲ طبع مصر ۱۳۴۳ھ۔ [2] توضیح الافکار ص۲۱۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بلا شبہ علامہ مغلطائی کے نزدیک اس بارے میں اولیت کا شرف امام مالکؒ کو حاصل ہے۔ مگر ہم کو اس سے بھی پہلے کی ایک تصنیف معلوم ہے جس سے خود موطا کی تالیف میں استفادہ کیا گیا ہے اور جہاں تک ہماری معلومات کا تعلق ہے ہم یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ وہی اسلام میں پہلی کتاب ہے جو ابواب پر مرتب و مدون ہوئی۔ یہ امام ابو حنیفہؒ کی مشہور تصنیف کتاب الآثار ہے۔ موطا کو کتاب الآثار سے وہی نسبت ہے جو صحیح مسلم کو صحیح بخاری سے۔ یہ کچھ ہماری ہی رائے نہیں بلکہ اگلے علما بھی اس کی تصریح کر چکے ہیں۔ حافظ سیوطیؒ تبییض الصحیفہ فی مناقب الامام ابی حنیفہ میں تحریر فرماتے ہیں۔

من مناقب ابی حنیفة التی انفرد بها انه اول من دون علم الشریعة ورتبه ابوابا ثم تبعه مالك بن انس فی ترتیب الموطأ ولم یسبق اباحنیفة احد۔ [1]

امام ابو حنیفہؒ کے ان خصوصی مناقب میں سے جن میں وہ متفرد ہیں ایک یہ بھی ہے کہ وہی پہلے شخص ہیں جنھوں نے علم شریعت کو مدون کیا اور اسکی ابواب پر ترتیب کی پھر امام مالکؒ بن انس نے موطا کی ترتیب میں انہی کی پیروی کی اور اس بارے میں امام ابو حنیفہؒ پر کسی کو سبقت حاصل نہیں۔

امام ابو حنیفہؒ کی تصانیف سے امام مالکؒ کے استفادہ کا ذکر کتب تاریخ میں صراحت سے مذکور ہے حافظ ابو القاسم عبداللہ بن محمد بن ابی العوام سعدی مناقب ابی حنیفہ میں بسند متصل روایت کرتے ہیں۔

حدثنی یوسف بن احمد المکی ثنا محمد بن حازم الفقیه ثنا محمد بن علی الصائغ بمکة ثنا ابراهیم بن محمد عن الشافعی عن عبدالعزیز الدراوردی قال کان مالك بن انس ینظر فی کتب

امام شافعی فرماتے ہیں کہ عبدالعزیز بن محمد الدراوردی کا بیان ہے کہ امام مالکؒ بن انس امام ابو حنیفہؒ کی کتابوں کا مطالعہ کرتے تھے اور ان سے نفع اندوز

---

[1] تبییض الصحیفہ طبع دہلی ص ۱۲

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ابی حنیفۃ وینتفع بھا۔ [1] ہوتے تھے۔

کتاب الآثار میں جو احادیث مروی ہیں وہ موطا کی روایات سے قوت وصحت میں کسی طرح کم نہیں۔ ہم نے اس کے ایک ایک راوی کو جانچا اور پرکھا ہے اسی لئے ہم پورے اعتماد کے ساتھ یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس میں کوئی موضوع روایت موجود نہیں اور نہ کوئی ایسی روایت پائی جاتی ہے کہ جو سرے سے احتجاج کے قابل نہ ہو۔ اور جس طرح موطا کے مراسیل کے موید موجود ہیں۔ اسی طرح اس کے مراسیل کا حال ہے۔ لہذا بلا خوف تردید کہا جاسکتا ہے کہ کتاب الآثار باصطلاح سلف بلا استثنار پوری کی پوری صحیح ہے۔ اور کیوں نہ ہو امام ابوحنیفہؒ کی نظرِ انتخاب نے چالیس ہزار احادیث کے مجموعہ سے چن کر ان کو روایت کیا ہے۔ صدر الائمہ موفق بن احمد مکی تحریر فرماتے ہیں۔

وانتخب ابو حنیفۃ رحمہ اللہ الآثار من اربعین الف حدیث [2]

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے کتاب الآثار کا انتخاب چالیس ہزار احادیث سے کیا ہے۔

امام صاحب کی اس احتیاط کا بڑے بڑے محدثین نے اقرار کیا ہے۔ چنانچہ حافظ ابو محمد عبداللہ حارثی بسند متصل وکیع سے جو حدیث کے بہت بڑے امام ہیں نقل کرتے ہیں۔

اخبرنا القاسم بن عباد سمعت یوسف الصفار یقول سمعت وکیعا یقول لقد وجد الورع عن ابی حنیفۃ فی الحدیث مالم یوجد عن غیرہ۔ [3]

کہ جیسی احتیاط امام ابوحنیفہ رح سے حدیث میں پائی گئی کسی دوسرے سے نہیں پائی گئی۔

اسی طرح علی بن الجعد الجوہری سے جو حدیث کے بہت بڑے حافظ اور امام بخاریؒ اور ابوداؤدؒ کے استاد ہیں روایت کی ہے۔

قال القاسم بن عباد فی حدیثہ قال علی بن الجعد

امام ابوحنیفہؒ جب حدیث بیان کرتے

۱؎ تعلیقات الانتقاء للکوثری طبع مصر ص۱۴۲ ۲؎ مناقب موفق طبع دائرۃ المعارف ص۹۵ ج۱ ۳؎ مناقب موفق ج۱ ص۱۹۷

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ابو حنیفۃ اذا جاء بالحدیث جاء بہ مثل الدر[۱] ہیں تو موتی کی طرح آبدار ہوتی ہے۔

ہم انشاء اللہ کسی دوسرے موقع پر کتاب الآثار کی خصوصیات اس کی اہمیت اور اس کے متون و رجال کے متعلق ناظرین کی خدمت میں اپنی معلومات پیش کریں گے۔

تعجب ہے کہ ہندوستان کے مایہ ناز مورخ شمس العلماء مولانا شبلی نعمانی نے سیرۃ النعمان جیسی بیش بہا کتاب لکھ ڈالی مگر امام صاحب کی تصنیفات پر بحث کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

"بے شبہ ہماری ذاتی رائے یہی ہے کہ آج امام صاحبؒ کی کوئی تصنیف موجود نہیں" [۲]

کتاب الآثار کا انتساب ان کے نزدیک امام محمدؒ کی طرف زیادہ موزوں ہے۔[۳] امام ابوحنیفہ رح کی دوسری تصانیف کے متعلق تو بحث کا یہ موقع نہیں مگر کتاب الآثار کے متعلق ہم اتنا عرض کرنا مناسب خیال کرتے ہیں کہ وہ بغیر کسی ادنیٰ شائبہ کے امام صاحبؒ کی تصنیف ہے اور وہ یہی کتاب الآثار ہے جس کے راوی امام محمدؒ ہیں۔ جس طرح موطا کے متعدد نسخے ہیں اور ان میں سے دو زیادہ متداول ہیں ایک یحیی بن یحیی لیثی مصمودی کا جو صرف امام مالکؒ کی مرویات اور ان کے اجتہادات پر مشتمل ہے۔ دوسرا امام محمد کا جس میں امام مالکؒ کی مرویات کے ساتھ ساتھ اپنے مسلک اور امام ابوحنیفہؒ کے اقوال کو بھی درج کیا ہے نیز بہت سے آثار اور حدیثیں دیگر شیوخ سے بھی روایت کی ہیں اور اسی بنا پر وہ موطا امام محمدؒ کے نام سے مشہور ہے۔ حالانکہ موطا امام مالکؒ کی تصنیف ہے۔ بالکل اسی طرح کتاب الآثار کے بھی متعدد نسخے ہیں۔ ایک نسخہ امام زفر سے مروی ہے اس کا ذکر سمعانی نے کتاب الانساب بین حصینی نسبت میں کیا ہے۔ دوسرا نسخہ امام ابو یوسف کا ہے ۵ سال ہوئے جب مولانا ابوالوفا افغانی کی تصحیح و تحشیہ کے ساتھ مجلس احیاء المعارف النعمانیہ حیدرآباد دکن نے مصر میں چھپوا کر اسے شائع کیا۔ اس نسخہ میں صرف حدیثیں مروی ہیں۔ تیسرا نسخہ امام محمد کا ہے جو نہایت مشہور و متداول ہے اور متعدد مرتبہ طبع ہو چکا ہے۔ امام محمدؒ نے موطا کی طرح کتاب الآثار میں بھی امام ابوحنیفہؒ سے

---

[۱] جامع مسانید الامام الاعظم للخوارزمی طبع دائرۃ المعارف ج ۲ ص ۳۰۸ [۲] سیرۃ النعمان طبع اعظم گڈھ ص ۱۰۷ [۳] سیرۃ النعمان ص ۱۰۵

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

روایت ذکر کرنے کے بعد اس روایت کے متعلق اپنے اور امام صاحبؒ کے مسلک کو بیان کیا ہے اور کہیں کہیں دیگر شیوخ سے بھی روایتیں کی ہیں۔ اسی بنا پر موطا کی طرح اس کا بھی انتساب امام محمدؒ کے نام کے ساتھ مشہور ہو گیا جس کو غلطی سے مولانا شبلی اور بعض دوسرے لوگوں نے امام محمدؒ کی تصنیف سمجھ لیا حالانکہ حقیقت میں کتاب الآثار کو امام ابوحنیفہؒ کی بجائے امام محمدؒ کی تصنیف قرار دینا بالکل ایسا ہی ہے جیسے موطا کو امام مالکؒ کی بجائے امام محمدؒ یا امام یحییٰ کی تصنیف قرار دی جائے اور اس پر اصرار کیا جائے۔

ایک اعتراض اور اس کا جواب ضعفاء سے روایت پر اعتراض ہو سکتا تھا۔ حاکم نے اس اعتراض کا جواب دیا ہے فرماتے ہیں۔

• ممکن ہے کہ کوئی معترض یہ اعتراض کرے کہ آخر اس روایت کی تخریج سے جس کی سند صحیح نہیں، رواۃ عادل نہیں فائدہ کیا اس کے متعدد جواب ہو سکتے ہیں۔

(۱) جرح و تعدیل میں اختلاف کی گنجائش ہے ممکن ہے کہ ایک امام ایک راوی کو عادل سمجھے اور دوسرا امام اسی راوی کو مجروح قرار دے۔ اسی طرح ارسال مختلف فیہ ہے۔ (ایک کے نزدیک حدیث مرسل حجت ہو دوسرے کے نزدیک ضعیف، ناقابلِ احتجاج)

(۲) ائمہ سلف ثقات وغیر ثقات دونوں قسم کے رواۃ سے حدیثیں روایت کرتے اور جب ان سے رواۃ کے متعلق دریافت کیا جاتا تو ان کے حالات بیان کر دیتے۔ امام مالک بن انس اہلِ حجاز کے مسلم الثبوت امام ہیں انھوں نے عبدالکریم ابوامیہ بصری اور اس کے علاوہ ان لوگوں سے روایتیں کیں جن پر محدثین نے کلام کیا ہے۔ مالک کے بعد اہلِ حجاز کی امامت امام محمد بن ادریس شافعیؒ کے حصہ میں آئی انھوں نے بھی ابراہیم بن محمد بن ابی یحییٰ اسلمی اور ابوداؤد سلیمان بن عمرو النخعی اور دیگر مجروحین سے حدیثیں بیان کیں۔ اسی طرح امام ابوحنیفہؒ نے جابر بن یزید جعفی اور ابوالعطوف جراح بن منہال جزری وغیرہ مجروحین سے روایتیں کیں پھر قاضی ابویوسف یعقوب بن ابراہیم اور محمد بن حسن شیبانی دونوں نے حسن بن عمارۃ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور عبد اللہ بن محرر وغیرہ مجروحین سے روایتیں بیان کیں۔ اسی طرح ائمہ مسلمین قرنا بعد قرن اور عصراً بعد عصرٍ ہمارے زمانے تک روایتیں کرتے چلے آئے کہ ائمہ فریقین میں سے کسی امام کی حدیث بھی مطعون فیہ محدثین کی روایات سے خالی نہیں۔ حاکم کہتے ہیں کہ

وللائمۃ فی ذلک غرض ظاھر وھو ان یعرفوا الحدیث من این مخرجہ و المنفرد بہ عدل او مجروح

ائمہ کا مقصد اس بارے میں ظاہر ہے یعنی وہ اسلئے ایسا کرتے ہیں کہ یہ معلوم کریں کہ یہ حدیث کہاں سے نکلی اور جو شخص اسکی روایت میں منفرد ہے وہ مستند ہے یا مجروح۔

حافظ یحیی بن معین فرماتے ہیں کہ

لو لم نکتب الحدیث من ثلاثین وجھاً ما عقلنا۔

اگر ہم حدیث کو تیس طریقہ سے نہ لکھیں تو ہم اس کو جان نہ سکیں۔

ابو بکر اثرم کا بیان ہے کہ امام احمد بن حنبلؒ نے یحیی بن معین کو صنعاء میں دیکھا کہ ایک گوشہ میں علیحدہ بیٹھے صحیفہ معمر کی نقل میں مشغول ہیں یہ صحیفہ بروایت ابان حضرت انسؓ سے مروی تھا اس اثنا میں جب کوئی شخص ادھر آنکلتا تو یہ اسے چھپا دیتے۔ امام احمدؒ نے ان سے کہا کہ اس امر کے جاننے کے باوجود کہ یہ صحیفہ معمر عن ابان عن انس سراسر جعلی ہے پھر بھی آپ اس کی نقل میں مصروف ہیں اگر کسی نے آپ پر یہ اعتراض کیا کہ آپ ابان پر کلام بھی کرتے ہیں اور اس کی حدیثیں بھی اسی طرح پر نقل کرتے ہیں تو آپ کے پاس اسکا کیا جواب ہوگا؟ بولے کہ اے ابو عبد اللہ! اللہ آپ پر رحم کرے میں اس صحیفہ کو عبد الرزاق سے بروایت معمر اسلئے لکھ رہا ہوں کہ میں اس کو اول سے آخر تک حفظ کرونگا اور یہ بھی مجھے علم ہے کہ یہ صحیفہ موضوعہ ہے تاکہ بعد میں کوئی شخص آکر ابان کو بدل کر ثابت کا نام نہ لے دے اور روایت کرنے لگے کہ عن معمر عن ثابت عن انس اس وقت میں اس سے کہونگا تو جھوٹ کہتا ہے اس روایت کا سلسلۂ سند معمر عن ابان عن انس ہے نہ کہ معمر عن ثابت عن انس۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

انہی امام ابن معین کا یہ بھی منقولہ ہے کہ

کتبنا عن الکذابین وسجرنا بہ التنور — ہم نے جھوٹوں سے روایتیں لکھیں اور اس سے تنور

اخرجنا بہ خبزا نضیجا۔ — کو گرم کیا اور پکی پکائی روٹی نکالی۔"

یہانتک حاکم کی عبارت کا ترجمہ تھا۔ بلاشبہ ضعفاء سے روایت کرنے کی بڑی وجہ صرف حدیث کا علم حاصل کرنا ہے تاکہ صحیح وضعیف میں امتیاز قائم رہے اور اس کی شناخت میں چوک نہ ہونے پائے۔ حافظ ابنِ معین کی تصریحات حاکم کے کلام میں آپ کی نظر سے گزر چکیں۔ ان کے استاد ہیں امام ابو یوسف۔ حافظ الدین محمد بن محمد البزازی الکردری ان کے متعلق رقمطراز ہیں۔

قیل للامام ابی یوسف لم حفظت الاحادیث — امام ابو یوسف سے کہا گیا کہ آپ نے احادیث موضوعہ کو

الموضوعۃ قال لاعرفھا۔ [1] — کیوں حفظ کیا فرمایا محض ان کے علم کیلئے۔

(باقی آئندہ)

ترجمۂ قرآن کیلئے ایک مفید اور معتبر کتاب

تیسیر القرآن

صوبۂ بہار کے مشہور عالم مولانا عبد الصمد صاحب رحمانی نے اس کتاب کو براہِ راست فہم قرآن کیلئے بڑے سلیقہ اور جانفشانی سے مرتب فرمایا ہے۔ اس کتاب کی مدد سے قرآن مجید کا ترجمہ کرنے کی صلاحیت زیادہ سے زیادہ ڈیڑھ سال میں پیدا ہو سکتی ہے بشرطیکہ مؤلف کے بتائے ہوئے طریقہ پر توجہ سے عمل کیا جائے کتاب عربی مدارس کے نصاب میں داخل ہونے کے لائق ہے صفحات ۸۰ بڑی تقطیع قیمت ۸ر

ملنے کا پتہ۔ مکتبہ برہان قرول باغ دہلی

---

[1] مناقب الامام الاعظم لکردری طبع دائرۃ المعارف ص۱۲۵ ج۲

© rasailojaraid.com